بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محدث دہلی

نگران اصول
مولنا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

جلد ۸ | ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۱ء مطابق ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۹ ہجری | نمبر ۹

قربانی اور اس کے احکام

(از مولوی عبد العزیز صاحب لبکوہری متعلم رحمانیہ دہلی)

قربانی کیا ہے وہ ابراہیم (علیہ التحیۃ والتسلیم) جو اپنے رب کی پکار پر کعبۃ اللہ کی بنیاد اپنے کمزور ہاتھوں سے رکھ رہا تھا اور اس کے فرمان وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ (ج) (یعنی پاک کرو میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں، اور رکوع وسجود کرنیوالوں کیلئے) پر لبیک کہکر اس کو عملی جامہ پہنا رہا تھا۔ رضائے الہی اور اطاعتِ خداوندی میں سرشار، سرگرداں نظر آرہا تھا۔ اور ان کے ساتھ انکا فرماں بردار بیٹا بھی باپ کی اطاعت میں اپنے کمزور اور نحیف ہاتھوں سے کعبۃ اللہ کی تعمیر میں باپ کے ساتھ تھا۔ یہ لائق و فرمانبردار بیٹا وہی تھا جو ریگستان عرب میں باپ سے بچھڑا ہوا اپنی ماں ہاجرہؑ کے ساتھ منزل بمنزل نہایت عزم واستقلال سے مصائب کا مقابلہ کرکے صبر وعزیمت کا پتلا بنا ہوا تھا۔ ہاں وہ اسمعیل (علیہ التحیہ والتسلیم) جس کی اطاعت کا یہ حال تھا کہ صغرسنی کے باوجود اپنی جان کو باپ پر فدا کرنے کو تیار تھا۔ ہاں وہ اسمعیلؑ جن کی معرفت وحسن اجتہاد کا یہ حال تھا کہ بچہ ہونے کے باوجود باپ کے خواب کو بھی حق وصداقت سے لبریز دیکھنا چاہا اور باپ کے خواب ہی کو اپنے لئے مطالبۂ جاں نثاری سمجھا۔ اور باپ کے اس کہنے پر کہ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ دیکھو تمہارا کیا خیال ہے؟ نہایت خوشی ورضا کے ساتھ کہا يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (صافات) اے ابا جان! آپ کو جو کچھ رب کی جانب سے حکم ہوا ہے اسکو بجا لائیے

میں چون وچرا تک نہ کرونگا اور انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائینگے"۔ رضائے حق کی طلب میں یہ ایک بے نظیر قربانی تھی۔

وہ نوح (علیہ التحیۃ والتسلیم) جو خدا کے احکام کو پہنچانے کیلئے دنیا میں آیا تھا۔ ان کی قوم نے نافرمانی کی نوحؑ کو ستایا اور ان کو گھر سے بے گھر کیا۔ اللہ نے ان پر پانی کا عذاب بھیجا جب ان کا لڑکا ڈوبنے لگا۔ رقت قلب سے متاثر ہو کر بیٹے کی سفارش کرنے لگے۔ حکم ہوا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ (ہود) خبردار ان ظالموں (مشرکوں) کے متعلق سفارش نہ کرنا یہ غرق کئے جائینگے۔ فرمان الٰہی کے سامنے سرنگوں ہوگئے۔ رضائے الٰہی میں زبان کو بند کرلیا اور اپنی آنکھوں سے بیٹے کو غرق ہوتے دیکھا۔ لب تک نہ ہلایا یہ بھی اطاعتِ الٰہی میں قربانی کی ایک مثال تھی۔

وہ زکریا (علیہ التحیہ والتسلیم) جو اپنی جان بچانے کے خیال سے ایک درخت کے تنے میں گھس گیا جب انکی قوم درخت کاٹنے لگی سر پر آرا چلنے لگا۔ حکم الٰہی ہوا کہ خبردار اگر اُف بھی کیا۔ جسم کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ لیکن رضائے الٰہی میں اُف تک نہ کیا اور جان دیدی یہ بھی ایک زبردست قربانی تھی۔

وہ ایوبؑ جن کے پاس سیم وزر کے ڈھیر تھے جب بحکم الٰہی تمام سامان تلف ہوگیا جسم مرض سے بوسیدہ اور سڑ گیا بدن میں کیڑے پڑ گئے۔ قوم نے گھسیٹ کر شہر کے باہر گھور پر ڈالدیا۔ لیکن زبان سے سوائے خدا کی تعریف اف تک نہ کیا۔

وہ حسینؓ جس نے سرورِ کونین محمد صلعم کے آغوش مبارک میں ناز و نعم کیساتھ پرورش پائی تھی۔ میدان کربلا میں بھوکا و پیاسا مع تمام اہلبیت حق کے نام پر قربان ہوگیا۔ عزیز بیٹے اور نواسے کی دردناک شہادت کو بھی دیکھکر قدم میں لغزش نہ ہوئی۔ یہ بھی برضائے حق قربانی کی ایک مثال تھی۔

پس دراصل قربانی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے اپنی جان، اپنا مال، اپنی اولاد سب کچھ برضا و رغبت اس پر نثار کردے۔

قربانی کی اہمیت جب سے دنیا قائم ہے خالق اور مخلوق کے درمیان رشتۂ عبودیت برابر قائم ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ عبادت کے ذریعہ خالق کا تقرب حاصل کرے۔ اس کے چند طریقے ہیں۔ عبادات بدنیہ جسمیں نماز، روزہ وغیرہ داخل ہیں۔ جب تاریخ عالم پر نظر کی جاتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ کے بندے کسی نہ کسی طریقے سے عبادات بدنیہ میں سے ان دو طریقوں پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ قرآن نے جتنی امتوں کا ذکر کیا ہے ان کی عبادات بدنیہ میں ان کو بھی ذکر کیا ہے۔

عبادات مالیہ میں سے زکوٰۃ اور قربانی ہے۔ قربانی تقرب الی اللہ کیلئے زبردست وسیلہ تھا اسلئے ہر قوم نے اس پر شدت سے عمل کیا اور چونکہ اس میں انتہائی خلوص اور کثرت تعبد پایا جاتا ہے اسلئے یہ نظریہ اتنا بلند ہوگیا کہ بہت سی امتوں نے انسانی قربانی ہی کو اپنے لئے وسیلۂ نجات سمجھا۔ بعض بعض جزیروں میں اب بھی یہ رسم پائی جاتی ہے خدا کے نام پر کسی جاندار شے کو بھینٹ چڑھا دینا اسلئے محبوب سمجھا گیا کہ اس میں عبودیت کا کامل اظہار ہوتا ہے۔ قربانی کرنیوالا اس کا مقر ہوتا ہے کہ بیشک میری جان و مال کا مالک اللہ ہی ہے

وہ جب چاہے اس پر قبضہ کر سکتا ہے اور اس کا اظہار ہوتا ہے کہ تمام عبادتوں کے لائق وہی ہے۔

جب انسانی عقلیں ضعیف ہو کر خدا کو نہ پہچان سکیں اصنام کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ٹھہرایا۔ ان کی قربانیاں بھی بتوں ہی تک محدود رہ گئیں۔ اسلام نے آکر ان بوسیدہ عقلوں کی صفائی کی۔ صحیح معنوں میں مخلوق کو خالق کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ اور کہا اے محمد لوگوں سے کہدے إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (انعام) کہ میری نماز اور میری قربانی میرا مرنا اور جینا سب اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام عالم کا رب ہے (اسلئے تمام عبادتیں اور قربانیاں اسی کے نام سے ہونی چاہئیں)۔ قربانی اسلئے کی جاتی ہے کہ اس سے تقرب الی اللہ حاصل ہو۔ اور تقرب کیلئے ایسی چیز کی پیشکش ہونی چاہیئے جو انتہائی خلوص پر دال ہو اور اعلیٰ سے اعلیٰ ہو۔ بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو محض سمعۃً یا شہرۃً کی جاتی ہیں اور اس میں خلوص نہیں ہوتا۔ اسلئے جو چیز لوجہ اللہ دی جائے اسمیں پورا خلوص اور صحیح نیت ہونی چاہیئے۔ انما الاعمال بالنیات (حدیث) عملوں کی قبولیت کا دار و مدار نیت پر ہے۔ قرآن نے بھی اس پر واضح روشنی ڈالی ہے۔ فرمایا لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ (حج) یعنی جو تم اللہ کے نام پر قربانیاں پیش کر کے تقرب چاہتے ہو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اس کے پاس تو تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔ یعنی وہ تو نیتوں کو دیکھتا ہے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ حوصلہ اور ہمت کر کے اچھے سے اچھا جانور خرید کر اپنی مالی قربانی کا ثبوت دینا چاہیئے۔

سوچنے کی بات ہے کہ ایک طرف تو اللہ کا ایک پیارا بندہ اپنے لخت جگر کو اطاعت الٰہی میں ذبح کرنے کو تیار ہو جائے لیکن ہم ایک عمدہ اور فربہ جانور بھی ذبح نہ کر سکیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قربانی کے جانور کی سینگیں، اس کی کھریں، اور اس کا ایک ایک بال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارے لئے اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔

قربانی کا جانور جن جانوروں کے متعلق حدیثیں وارد ہیں۔ انمیں اونٹ، گائے، بکری، بینڈھا۔ بھیڑ کا ذکر آیا ہے۔ یہ بات بھی معلوم کرلینی ضروری ہے کہ ان جانوروں میں صرف مُسِنّہ کی قربانی صحیح ہوگی۔ مسنہ دنتا جانور کو کہتے ہیں۔ بغیر دانت والے جانور کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے لاتذبحوا الامسنۃ (مسلم) یعنی صرف دانتا جانور کی قربانی کرو۔ ہاں صرف بھیڑ کے متعلق حدیث آئی ہے کہ بھیڑ کا جذعہ بھی جائز ہے۔ یعنی بغیر دنتا ہوا، جو چھ سات مہینے یا اس سے زیادہ کا ہو۔ بھیڑ کے علاوہ کوئی دوسرا جانور جو دنت ہو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مندرجہ ذیل باتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) جانور تندرست اور تیار ہو۔ کوئی ظاہری عیب نہ ہو۔ مثلاً مریض جسکا مرض ظاہر ہو۔ کانا، لنگڑا۔ کن کٹا۔ اور ایسا کمزور دبلا پتلا جو نہ چل سکے اور نہ اس کی ہڈیوں میں مغز ہو۔

(۲) قربانی کا جانور نماز عید سے پہلے ذبح نہ کرنا چاہیئے۔ اگر پہلے ذبح کر دیگا تو یہ مقبول نہ ہوگا اسکی جگہ پر دوسرا جانور ذبح کرنا ہوگا۔

(۳) قربانی کا گوشت فقراء اور مساکین اور پڑوسیوں میں تقسیم کرنیکے علاوہ خود بھی کھا سکتا ہے اہل و عیال کو بھی کھلا سکتا ہے۔

(۴) ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو قربانی کرنا افضل ترین عبادت ہے۔

(۵) نماز بقرہ عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

(۶) بعد نماز پہلے قربانی ہی کا گوشت کھانا سنت ہے۔

(۷) عیدگاہ آنے اور جانے میں راستہ بدلدینا چاہیئے۔

(۸) عیدگاہ جاتے اور آتے ہوئے بلند آواز سے یہ تکبیریں پڑھنا چاہیئے بلکہ عیدگاہ میں بھی پڑھتا رہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔

(۹) میت کی طرف سے بھی قربانی کرنا درست ہے اس کے ساتھ ساتھ زندہ لوگوں کو بھی شریک کیا جا سکتا ہے۔ آنحضورؐ نے ایک مینڈھا تمام امت کی جانب سے ذبح کیا تھا اس میں مردے بھی تھے اور زندے بھی۔

(۱۰) قربانی کے جانور کو اس کے بائیں پہلو پر قبلہ رو لٹا کر اسکے داہنے پہلو پر اپنا پاؤں رکھ لے اور یہ دعا پڑھے۔ اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاہِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰہُمَّ لَکَ وَمِنْکَ عَنْ . . . . . اس جگہ جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے اس کا نام لے پھر بسم اللہ واللہ اکبر کہکر ذبح کردے۔

(۱۱) جو قربانی کرنا چاہتے ہوں ان کو چاہیے کہ ذی الحجہ کا چاند ہو جانے کے بعد نہ بال ترشوائیں اور نہ ناخن کٹوائیں۔ پھر دسویں تاریخ کو قربانی کرنے کے بعد کٹوالیں۔

(۱۲) جو لوگ قربانی کی قدرت نہیں رکھتے اگر وہ بھی بال وغیرہ نہ کٹوائیں اور بقرعید کی نماز کے بعد کٹوالیں تو ان کو بھی قربانی کا ثواب اللہ تعالیٰ مرحمت فرمائیگا۔

(۱۳) ذی الحجہ کی پہلی سے لیکر نویں تاریخ تک روزے رکھنے. کثرت سے ذکر اللہ کرنے میں بہت بڑی فضیلت ہے۔

(۱۴) ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ سال گذشتہ اور سال آئندہ (دو سال) کے گناہوں کی مغفرت فرمائیگا۔

(۱۵) نویں تاریخ کی نماز فجر کے بعد سے ۱۳ ویں تاریخ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے وہ تکبیریں کہنی چاہئیں جو اوپر لکھی گئی ہیں (۱۶) قربانی کی کھال کو صدقہ کردینا چاہیئے۔ (۱۷) قصاب کو قربانی کا گوشت اجرت میں دینا جائز نہیں۔ (۱۸) ایک بکری گھر بھر کی طرف سے کفایت کرسکتی ہے۔ (۱۹) گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

(۲۰) قربانی ہر اس مرد اور عورت کو کرنی چاہیئے جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو۔

یہ تمام احکام صحیح احادیث سے ماخوذ ہیں لیکن اختصار کیلئے حوالوں اور عبارتوں کو حذف کردیا گیا ہے۔ ان میں بعض چیزیں مزید تشریح وتفصیل کی محتاج ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ محدث کے صفحات میں اتنی گنجائش نہیں اسلئے معافی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی رضامندی کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔